شطحیات حلاج

مترجم

اعجاز الحق قدوسی

تمہید: ہم ذیل میں حضرت شیخ روز بہان بقلی شیرازی کی تصنیف ''شرح شطحیات'' سے حسین بن منصور حلاج کی روایات و شطحیات و طواسین کا ترجمہ فارسی سے اردو میں پیش کر رہے ہیں ، شیخ کی یہ تصنیف ایران سے شائع ہوئی ہے جسے پروفیسر ہنری کوربن (Henri Corbin) نے اپنے مقدمے کے ساتھ ایڈٹ کیا ہے اس کتاب میں شیخ روز بہان نے مشہور مشائخ کی شطحیات کو جمع کرکے ان کی شرح کی ہے۔ یہ کتاب انہوں نے عربی میں لکھی تھی، اور اس کا نام انہوں نے ''منطق الاسرار ببیان الانوار'' رکھا تھا ، لیکن جب وہ ایران آئے اور اس کتاب کو مکمل کر لیا تو ان کے مریدوں ، معتقدوں ، اور دوستوں ، عزیزوں نے اصرار کیا کہ اس شرح کو فارسی میں بھی منتقل کیا جائے ، چناں چہ انہوں نے اپنے معتقدین کے اصرار پر اس کتاب کی فارسی میں بھی شرح لکھی -

خود وہ اس کتاب کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں : کہ مجھے خیال ہوا کہ مشائخ کی شطحیات جمع کروں ، اور ان کی متصوفانہ الفاظ میں عربی میں شرح کروں ، میں نے اس معاملے میں خدا کی توفیق اور اس کی مدد چاہی ..، یہاں تک کہ میں نے فضل خداوندی سے ایک منفرد کتاب علم شطح کے غرائب پر جمع کرلی ، اور اس کا ''نام منطق الاسرار ببیان الانوار'' رکھا -

شیخ روز بہان کی شخصیت و سیرت کے متعلق صرف اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ وہ چھٹی صدی ہجری کے صوفیائے کرام میں ایک عظیم المرتبت اور صاحب تالیف و تصنیف بزرگ تھے ، ان کی کنیت ابو محمد ابی النصر البقلی النسوی ثم الشیرازی ہے ، وہ شیخ ابو نجیب سہروردی کے ساتھ صحیح بخاری کے سماع میں اسکندریہ کی سرحد میں شریک رہے، اور شیخ سراج محمود بن خلیفہ سے خرقہ' خلافت حاصل کیا ، وہ شیراز کے اطراف اور پہاڑوں میں سخت ریاضتوں میں مشغول رہتے تھے ، صاحب ذوق و استغراق و صاحب وجد تھے ، ان کی سوزش کبھی کم نہ ہوتی تھی ، اور ان کے آنسو کبھی نہ تھمتے تھے ، ان کی راتیں گریہ وزاری میں گزرتی

تھیں ، بلند پایہ شاعر تھے ، ان کی شاعرانہ عظمت اور بلندی فکر کا اندازہ حسب ذیل اشعار سے ہوتا ہے -

آں چہ ندیدست دو چشم زماں در گل ما رنگ نمودہ است آں
و آں چہ نہ بشنید دو گوش زمیں خیز و بیا در گل ما آں بیں

. . .

دریں زمانہ منم قائد صراط اللہ ز حد خاور و تا آستانۂ اقصیٰ
روندگان معارف مرا بجا بینند کہ ہست منزل و جانم بماورائے وریٰ

شیخ روز بہان کی تصانیف کی تعداد کثیر ہے ، اس صاحبدل صوفی اور عظیم المرتبت عالم نے محرم ۶۰۶ھ (۱۲۰۹ء) میں وفات پائی -

ابوالمغیث حسین بن منصور حلاج جن کی روایات و شطحیات کا ہم یہ ترجمہ پیش کر رہے ہیں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ، ان کی ذات اور ان کا نعرۂ اناالحق ہماری صوفیانہ شاعری کا موضوع خاص ہے ، یہ ۲۴۴ھ (۸۵۸-۵۹ء) میں بمقام طور مضافات بیضا میں پیدا ہوئے ، اور منگل کے روز ۲۴ ذیقعدہ ۳۰۹ھ (۹۲۰ء) کو بغداد میں باب السلطان کے مقابل نعرۂ اناالحق کے جرم میں دار پر چڑھائے گئے - اور بعد میں ان کے جسم کو آگ میں جلا دیا گیا ، اور ان کی خاک کو دریائے دجلہ میں بہا دیا گیا -

شیخ روز بہان بقلی نے لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ منصور کی ایک ہزار تصانیف تھیں، ان سے حسد رکھنے والوں نے ان تمام کتابوں کو جلا دیا اور پھاڑ دیا، منصور کی شاعری کا شہرہ اس زمانے میں سارے عالم میں تھا، اور ادب میں وہ بلند مقام رکھتے تھے ، اور یہ حضرت جنید اور نوری کی صحبت میں رہے تھے ، بعض قدیم صوفیا ان کے مخالف اور متاخر صوفیا میں اکثر ان کے قائل تھے -

شطحیات کے متعلق صرف اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ اصطلاح تصوف میں شطحیات ان کلمات کو کہتے ہیں جو مستی اور ذوق و محبت کے وقت کسی واصل سے بظاہر خلاف شرع صادر ہوں ، جیسا کہ منصور کا نعرۂ اناالحق وغیرہ -

شیخ روز بہان بقلی نے مختلف بزرگوں کی شطحیات کی شرح اس طرح کی ہے کہ ان بزرگوں پر جو ان کی ان شطحیات کی وجہ سے اعتراض کیا جاتا ہے ، وہ بھی اٹھ جائے اور ان کی شطحیات کے رموز و معارف کی وضاحت شریعت اور حقیقت کے آئینے میں ہو جائے ، ظاہر ہے کہ یہ امر نہایت مشکل ہے ، اس غرض سے کماحقہ عہدہ برآ ہونے کے لیے حضرت شیخ روز بہان جیسے صاحب باطن

صوفی اور جلیل القدر عالم کی ضرورت تھی ، انہوں نے اس فرض کو جس خوبی سے انجام دیا اس پر آن کی یہ عظیم اور ضخیم تصنیف گواہ ہے ۔

شطحیات کی شرح کی مشکلات کو واضح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں مجھے سب سے زیادہ شطحیات سلطان عارفاں بایزید اور شاہ مرغان عشق حسین بن منصور حلاج کی ملیں ، ان دونوں کی شطحیات کو میں نے تمام دوسرے بزرگوں سے مشکل تر پایا ، علی الخصوص حلاج کی شطحیات سب سے زیادہ مشکل ہیں ۔ پھر حسین بن حلاج کی شطحیات پر اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے لکھا کہ:

> غرض کلی از همه تفسیر شطحیات حسین بود ، تا از معرض طعن
> برون آورم ، و رموز وی‌را بزبان شریعت و حقیقت شرح میگویم ،
> زیرا که شان سخنش از همه عجیب تر است ۔

حلاج کی روایات و شطحیات کی شرح شیخ روز بہان نے اس کتاب کے ۳۳۵ صفحے سے شروع کرکے ۴۰۳ صفحے پر ختم کی ہے ، یہ متعدد فصول پر مشتمل ہیں ، ہم نے فصل کا لفظ ہر جگہ سے نکال کر مسلسل ترجمہ کیا ہے اور فصل کے خاتمے پر بین السطور میں ایک لائن دے دی ہے ، تاکہ اس کا امتیاز ہو جائے کہ یہاں سے دوسری فصل شروع ہو رہی ہے حلاج کی شطحیات کا اردو میں ترجمہ کرنا نہایت مشکل کام ہے ، لیکن میں نے کوشش کی ہے کہ یہ بامحاورہ ہو ، اور فارسی متن کی اصل روح بھی اس میں باقی رہے ، خدا کرے کہ میری سعی حسن قبول حاصل کرے ۔ اس مرتبہ اس ترجمے کا کچھ حصہ "اقبال ریویو" میں شائع ہورہا ہے اور آئندہ اقساط میں ان شطحیات کا ترجمہ مکمل شائع کیا جائے گا ۔

اس تمہید کے بعد اب ہم روایات حلاج کے اصل متن کا ترجمہ شروع کرتے ہیں ۔ ان کے بعد شطحیات کا ترجمہ پیش کیا جائے گا ۔

(۱) حسین، ایمان معرف، یقین موجود ، علم قدیم کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے خلق کا دنیا میں امتحان کیا ہے ، ہر وہ شخص جو کہ ترک دنیا کے لیے کہتا ہے ، اور وہ خود بھی اس پر قادر ہو ، اس کے لیے جنت میں دس کا اجر ہے۔

(۲) پھر اس کی توضیح بیان کرتے ہوئے حسین نے کہا کہ ایمان معروف، ایمان ظاہر ہے ' یا معرفت ظاہر ہے ' یا کلمہ ' لا اله الا اللہ ہے ، یا نماز اپنے پورے ارکان کے ساتھ ہے ، یا خضوع و خشوع ہے ، یا طمانیتہ ہے جو در حقیقت اصل ہے۔ ایمان طبعی وہ ہے کہ اصل فطرت ہے ، دل میں تاثر کا جو نور پیدا ہو ، یہ وہ یقین موجود ہے یا نور صفت ہے کہ حقیقت اس نور کی ذات کی رہبری کرتی ہے ، اور علم قدیم کی خبر دیتی ہے ، یہ دونوں صفات ہیں صفات ازلی میں سے ، اور دنیا میں مخلوق کے امتحان سے مراد یہ ہے کہ صادق اور کاذب میں تمیز کرے ، خدائے تعالیٰ نے فرمایا " لیبلوکم ایکم احسن عملاً[1] " (ترجمہ: میں تمہیں آزماؤں گا کہ تم میں سے کون اچھے عمل والا ہے) ، وہ (یعنی دنیا) آزمائش میں پڑے ہوئے لوگوں کے لیے جال کی مثل ہے ، جو شخص خلوص دل سے اس کے ترک کے لیے کہے ، اس کا اجر بہشت ہے۔

(۳) حسین روایت کرتے ہیں اپنے رویائے صادقہ سے جو کہ ملک حکیم، کروب کبیر (جلال ایزدی) ، لوح محفوظ اور علم سے ہے کہ خدا کی پرستش جن چیزوں میں کی جاتی ہے ، ان میں عزیز تر محبت خداوندی ہے۔

(۴) حسین کہتے ہیں کہ (رویائے صادقہ) نور غیب کا کشف ہے ، جو روح میں ہوتا ہے۔ ملک حکیم ' وہ فرشتہ ہے کہ جو لوح محفوظ کے اشکال میں دل کے مقدس خیال میں روح کی تصویر کھینچتا ہے ' یا خود بعینہ روح ہے ، یا جبرئیل علیہ‌السلام ہیں ، کروب کبیر (جلال ایزدی) اسرافیل علیہ‌السلام ہیں ، اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ لوح ان کی پیشانی میں لٹکی ہوئی ہے ، یا عزرائیل علیہ‌السلام ہیں کہ حدیث میں آیا ہے وہ لوح محفوظ کی نگرانی کرتے ہیں ، یا

---

۱ - سورہ ۱۱ (ہود) آیت ۹ -

ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا) - قیامت کے دن اس سمندر سے مردوں پر بارش ہوگی ، وہ سب زندہ ہو جائیں گے ، اور ابد الآباد کبھی نہ مریں گے ، یا اس سے روح مراد ہے ، یا علم باری تعالیٰ مراد ہے ، یا تجلی حق مراد ہے ، یا روح حق مراد ہے -

(۱۲) روح مکنون ، نور محفوظ ہے ، جو ارکان عرش کے نزدیک ہے ، اور یہ عالم ملکوت کا چوتھا مرتبہ ہے ، اور یہ ایک ایسی روح ہے جس کے ٹکڑے اور جزو نہیں ہوتے ، روح ارواح اسی سے پیدا ہوئی ہے اور یہ صحیح ہے ، یا روح غیب مراد ہے ، یا روح امر یا روح قدس ، یا کلمہ اللہ یا قرآن ، یا قلم ، یا روح ناطقہ ، یا روح آدم ، یا صورت عیسیٰ یا مصطفیٰ خدا کی صلواۃ و سلام ہو ان سب پر -

مفہوم حدیث کا ازلیت حق کو بیان کرنا اور یہ بات بیان کرنا ہے کہ اس کی قدرت احاطہ کیے ہوئے ہے ، اور وہ ان آنکھوں کو دیکھتا ہے جو اس کے جلوہ دیکھنے کا عشق رکھتی ہیں ، اسی وجہ سے آنکھیں اس کے دیکھنے سے محروم ہیں وہ سب کو دیکھتا ہے ، کیفیت اور اشکال سے منزہ ہے ، اور اس کے غیر کے انوار اس کو نہیں پہچانتے -

(۱۳) حسین ، خانہ حق ، قوس حق اور بیت اللہ وسیع کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ خدا کی رحمتیں گنی نہیں جاسکتیں ، جو شخص ایک دفعہ اس پر نظر کرنے سے مشرف ہو جائے ، اسے سعادت دائمی دے دیتا ہے -

(۱۴) حسین کہتے ہیں کہ خانہ حق سے کعبہ مراد ہے ، یا صدر ، یا قلب ، یا معدن روح ، یا منظر عقل مراد ہے ، حدیث میں ہے کہ مومن کا دل خانہ خدا ہے ، صوفیہ نے "طہر بیتی"[1] کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ اپنے دل کو میرے غیر سے پاک کر لے ، زیادہ صحیح خانہ کعبہ ہے -

قوس اللہ ، وہ ہے جو آسمان میں ظاہر ہوتی ہے ، اور یہ درست ہے اور یہی وجہ ہے کہ سیدالمرسلین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ اسے قوس قزح مت کہو اس لیے کہ یہ قوس حق ہے ، ان سے پوچھا گیا کہ کیا کبھی اس قوس نے تیر پھینکا ہے ؟ فرمایا کہ تین دفعہ ، پہلے قوم نوح کی طرف تیر پھینکا ، اور سب کو ڈبو دیا ، پھر فرعون اور اس کے لشکر اور اس کی قوم کو دریائے نیل میں ہلاک کیا پھر قریش کی طرف پھینکا ، "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی"[2] (ترجمہ: جب تم نے تیر چلائے تو تم نے تیر نہیں چلائے بلکہ اللہ نے تیر چلائے) -

---

۱ - سورہ ۲۲ (الحج) آیت ۲۶ - ۲ - سورہ ۸ (الانفال) آیت ۱۷ -

ملک حکیم، دل ہے، جو بدن کا بادشاہ ہے، کروب (جلال) روح ناطقہ ہے کہ جو لوح محفوظ سے علم غیب حاصل کرتی ہے، وہ لوح محفوظ کو غیب میں دیکھتی ہے، کروب (جلال) کی اس سے قربت ہے، علم سے مراد حق کا علم ہے کہ یہ صفت لوح محفوظ کی تجلی سے پیدا ہوتی ہے، محبت عبادت کا ماحصل ہے، اور اس کا ثواب معرفت کا پھل ہے، خداوند عالم بندوں سے یہ دونوں باتیں چاہتا ہے، اس لیے کہ محبت اس کی صفت ہے، اور عبادت اس کی تابع ہے، توحید ان سب کی اصل ہے، خداوند عالم نے فرمایا کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، نیز اس نے فرمایا: وما خلقت الجن والانس الالیعبدون (ترجمہ: نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انسانوں کو مگر (اس لیے) تاکہ وہ عبادت کریں) ۔

(۵) حسین سجسج، فجر، قدس، فردوس اعلیٰ، عدن، معبود اور قبۂ ازلیہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ہر دن خدا کی چالیس ہزار حکمتیں جنات نعیم میں ہیں، ہر حکمت نیکیوں تجلیوں اور فرشتوں پر دو چند ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ۔

(۶) حسین کہتے ہیں کہ سجسج سے مشرق کی وسعت مراد ہے۔ واللہ اعلم، اور یہ قول زیادہ درست ہے، یا ارض عرصات یا ارض عرفات، یا ارض مکہ، یا موسیٰ علیہ السلام کی ارض مقدس، یا صدر، یا قلب مراد ہیں کہ یہ دونوں بھی زمین مقدس کی مثل ہیں، اور فجر سے نور کا ساطع ہونا مراد ہے جو صبح کے بعد مشرق سے نکلتا ہے، اور یہ فجر ایسی چیز ہے جس کی قسم اللہ تعالیٰ نے والفجر میں کھائی ہے اور یہ صحیح ہے، یا نور کا ظاہر ہونا مراد ہے کہ جو غیب کی کان سے دل میں ظاہر ہوتا ہے، یا فجر حکمت مراد ہے یا فجر محبت مراد ہے، یا فجر معرفت مراد ہے کہ جو تجلی کے سورج سے مقدم ہے، اور قدس سے شجرۂ موسیٰ مراد ہے، یا خود عیسیٰ مراد ہیں یا جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں یا قدس غیب مراد ہے، یا قدس اسم یا قدس فعل یا حجاب علیین مراد ہے جو غیروں کی نظر سے پوشیدہ ہے، اور وہ عالم قدس کہلاتا ہے کہ جس پر آئینے کی طرح صیقل کی گئی ہے، اسی کے سامنے فردوس اعلیٰ کے پردے ہیں اور وہ نور کا ایک پرنالہ ہے جس سے الہام کے دریاؤں کا پانی بہتا ہے ۔

(۷) اور فردوس اعلیٰ، عالم قدس کی جنتوں کی کھیتی ہے، اور وہ مقربان ایزدی کا مقام ہے، کہتے ہیں کہ معبود کی جنت وہی حظیرۂ قدس ہے،

---

۱ - سورۂ ۸۹ (الفجر) آیت ۱

اور یہ قوس ڈوبنے سے امان دیتی ہے۔ یا اس قوس سے قوس ملائکہ مراد ہے جس سے وہ شیاطین کو رجم کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : ویقذفون من کل جانب دحوراً[1] (ترجمہ : ہر طرف سے (ان پر شہاب) پھینکے جاتے ہیں) ۔

یافلک مراد ہےکہ قوس حق ہے، جس سے قضاوقدر کے تیر پھینکتا ہے، یا خود قوس قضا ہے، یا قوس قدر ہے، یا قوس علم قدیم ہے، یا قوس ازل اور قوس ابد ہے، اور یہ دونوں قرب مصطفیٰ علیہ‌السلام میں، خدائے تعالی نے فرمایا: دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ[2] (ترجمہ : (پھر ان سے) نزدیک ہوا (اور اتنا ان کی طرف جھکا) کہ (دونوں میں) دو کمان کی قدر فاصلہ رہ گیا ، بلکہ اس سے بھی کم) ۔

(۱۵) بیت وسیع سے بیت معمور مراد ہے اور یہ صحیح ہے یا بیت مقدس یا حرم قربت یا جنت یا کرسی کے خزانے یا عالم عرش یا عالم روح یا محل معرفت روح مراد ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ (جس پر خدا کی نظر ہوئی، اس کو سعادت بخشی) وہ خدا کی صفات کے خزانوں میں پہنچ گیا کہ یہ صفات ذات قدیم کی ہیں کہ جس کا مبدا اور منتہا نہیں ہے، جو کوئی ازلی عنایات سے فیض یاب ہوا وہ ابدالاباد تک مقبول حق ہو گیا، خداوند عالم نے فرمایا: ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون[3] (ترجمہ : بے شک وہ لوگ جن کے لیے ہماری طرف سے پہلے سے بھلائی (لکھی جا چکی) ہے، وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے) ، اور ارکان عرش کی زیارت گاہوں میں مرغان تجلی کا صفیر ہوگیا ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ (ترجمہ: سعید اپنے ماں کے پیٹ میں ہی سعید ہوتا ہے ، اور بد اپنے ماں کے پیٹ ہی میں بد ہوتا ہے) ۔

---

(۱۶) حسین، سحاب متراکم ، برق خاطف ، رعد مقدس ، ملک لطیف اور قوت مخیمہ کے متعلق کہ جو افق نور کے گرتے ہوئے غیبی پانی میں سورج اور چاند کے درمیان ہے ، بیان کرتے ہیں کہ قرآن قیامت ہے ، اور دنیا بہشت و دوزخ کی آیت ہے ، وہ شخص خوش قسمت ہے کہ جسے مخلوق سے خالق کی معرفت ہو ۔

(۱۷) حسین بیان کرتے ہیں کہ سحاب متراکم سے یہ بادل مراد ہے ، جو ہوا میں نظر آتا ہے ، یہ ان چند دریاؤں سے آتے ہیں ، جو ہفت آسمان کے اوپر

---

۱ - سورہ ۳۷ (الصافات) آیت ۸ - ۲ - سورہ ۵۳ (النجم) آیت ۸ -
۳ - سورہ ۲۱ (الانبیاء) آیت ۱۰۱ -

ہیں ، ان کو بحار غمام کہتے ہیں ، جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں یہی آیا ہے کہ یہ بادل ملائکہ وہاں سے لاتے ہیں - دل اس حدیث کے صحیح ہونے کی تصدیق کرتا ہے -

برق خاطف سے یہی بجلی مراد ہے ، جو بادل کے درمیان نظر آتی ہے ، اور یہ ایک فرشتے کی تسبیح ہے - حدیث میں ہے کہ آگ کا ایک کوڑا رعد کے ہاتھ میں ہے ، اور رعد ایک فرشتہ ہے ، یہ بھی کہا گیا ہے کہ رعد ایک فرشتے کی آواز ہے ، ممکن ہے کہ بادل کے پردوں میں فرشتہ ذکر کرتا ہو ، اور برق خاطف سے تجلی کی شعاعیں اور رعد الہام کی آواز مراد ہے -

ملک لطیف ، عقل ہے یا روح ہے ، یا وہ ملک ہے جس کے ہاتھ میں بارش کا خزانہ ہے ، اور وہ میکائیل علیہ السلام ہیں -

اور قوت مخیمہ ، ایک عالم ہے ، جو فلک شمس و قمر کو محیط ہے ، اور وہ قوت فاعلہ ہے کہ جو اس عالم میں فعل حق کی قوتوں میں سے ہے ، رعد ، برق اور سحاب فرشتے ہیں ، بارش کا سمندر ، جس کا کنارہ افق نور میں ہے ، اسے غیب منہرم کہتے ہیں ، اور یہ درست ہے - ممکن ہے کہ قوت مخیمہ سے ملکوت غیب کے پردے مراد ہوں جو دل میں ہیں کہ الہام کی بارش عقل اور روح کے آسمان کی روشنی سے برستی ہے -

(۱۸) قرآن ، قیامت ہے ، اس لیے کہ اس میں ربوبیت کی آیتیں ہیں اور محشر کی پیش گوئی اور مستقبل کی خبر ابدالآباد تک ہے ، جس نے قرآن کو سمجھ لیا ، گویا کہ قیامت میں ہے ، اور جو کچھ کہ قرآن نے خبر دی گویا کہ آنکھوں سے دیکھ لیا ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : انا والساعتک ھاتین (ترجمہ میرے اور قیامت کے درمیان اتنا فاصلہ ہے ، جتنا ان دونوں انگلیوں کے درمیان ہے) اور اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ فرمایا ، قرآن ان ہی پر نازل ہوا ، دنیا بہشت اور دوزخ کی آیت ہے ، اس لیے کہ اس میں دونوں فریق کے اعمال ہو سکتے ہیں ، فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر[1] (اس دن کچھ لوگ جنت میں ہوں گے ، اور کچھ دوزخ میں) ، جو شخص دنیا میں پھنسا وہ غافل ہے - اور جو اس سے چھوٹا اسے سعادت آخرت مل گئی ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ : لیمیز الخبیث من الطیب[2] (ترجمہ : تاکہ اللہ ناپاک (لوگوں کو) پاک لوگوں سے الگ کرے) -

---

۱ - سورہ ۴۲ (الشوریٰ) آیت ۵ - ۲ - سورہ ۸ (الانفال) آیت ۳۸ -

صاحبان نظر دنیا میں سعادت و شقاوت والوں کو دیکھتے ہیں ، دنیا کی خوشی اور حسن، عبادت ہے، اور یہ آخرت سے ہے، دنیا کی ناخوشی اور تلخی دوزخ کی نشانی ہے ، جس کسی کو خدا کی معرفت نے مخلوق کی صحبت سے اپنی طرف مائل کر لیا ، اس کا مقام تمام منازل میں ازلی جمال کے سائے میں ہوگا ۔

(۱۹) حسین، میثاق، برہان اور مجمع قرآن کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ خداوند سبحانہ و تعالیٰ صاحب آیات ہے، مردوں کو زندہ کرنے والا، اور ریزہ ریزہ شدہ جسم کا اعادہ کرنے والا ہے، ازلیں اس کے دست راست سے لپٹی ہوئی ہیں اور ابدیں اس کے سامنے ٹوٹی ہوئی ہیں ، حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں روز قیامت سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہوں ، اور یہ وہ دن ہے کہ تمام دنوں میں جو کچھ گزرا ہے ، اس کا اعادہ ہوگا ۔

(۲۰) حسین کہتے ہیں کہ میثاق سے عقائد معرفت مراد ہیں کہ حق سبحانہ و تعالی نے ارواح کی لوح کی سطور میں لکھ رکھے ہیں ، جیسا کہ فرمایا : اولئک کتب فی قلوبھم الایمان[1] (ترجمہ: یہی (وہ پکے مسلمان) ہیں جن کے دلوں کے اندر خدا نے ایمان کا نقش کر دیا ہے) یا میثاق، سے الہام مراد ہے جو ہر وقت دل میں نازل ہوتا ہے، یا سب سے پہلا عہدوپیمان مراد ہے کہ جس کی اللہ نے خبر دی ہے : "الست بربکم"[2] اور یہ صحیح ہے ، یا میثاق، علم کی رحمت ہے کہ جس نے برہان کی زبان سے ذات کی خبر دی ہے ۔ برہان، صفات کی اصل ہے، اور یہ درست ہے کہ وہ افعال کی زبان سے بات کہتا ہے ، اور افعال شواہد کی زبان سے بات کہتے ہیں ، یہ شواہد برہان ہیں ۔

مجمع قرآن، ذات قدیم ہے، اور قرآن صفت ہے یا لوح محفوظ ہے ، اور یہ صحیح ہے ، یا جبرئیل ہیں ، یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ، یا قلب ہے یا روح ہے ۔

افراد قدیم ، قدم اور ابد اور ازل کی رسم کے یہ معنی ہیں کہ یہ اسماء اور صفات بندوں کی معرفت کے ہیں ورنہ قبل، بعد، ازل اور ابد ذات کے ظاہر ہونے کے وقت ملک کی تلواروں سے کٹ گئے کائنات کے سر دھڑ کی گردنوں سے جدا ہوئے، زمین کے پیچوں کی جڑ اس کے قہر نے اکھاڑ دی ، آسمان کے سر سے کھال کھینچ لی ، جب یہ لپٹ گئے تو وہ قدرت کے ہاتھ سے عدم کے پردے میں ڈال دے گا، سب

---

۱ ۔ سورہ ۵۸ (المجادلہ) آیت ۲۲ ۔ ۲ ۔ سورہ ۷ (الاعراف) آیت ۱۷۱ ۔

کو فنا کر دے گا ، اور خود رہ جائے گا جیسا کہ خود تھا۔ "لمن الملک الیوم "۔ ۱
و ماقدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعاً قبضتہ یوم القیامہ۔ والسماوات مطویت بیمینہ۲
(ترجمہ : اور ان لوگوں نے تو خدا کی جیسی قدر کرنی چاہئیے تھی اس کی کچھ بھی قدر نہیں کی ، حالانکہ وہ ایسی عظمت و قدرت رکھتا ہے کہ قیامت کے دن یہ ساری زمین اس کی ایک مٹھی میں ہو گی اور آسمان لپٹے ہوے اس کے داہنے ہاتھ میں)

(۲۱) حسین، یاقوت احمر ، ضیائے مخمر ، صورت کائنہ اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی شان مشہود کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس نے کہا ہے کہ میں حنان ہوں، میں منان ہوں اور میں ودود ہوں، اور میرا بندہ وہ ہے جو میرے ذکر ، میرے نام اور میری محبت سے قابل ستائش ہو۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ لاالہ الااللہ کہے تو اس پر بہشت ، صلوات ، رحمت اور باقی رہنے والے حسنات واجب ہیں۔

(۲۲) حسین کہتے ہیں کہ یاقوت احمر سے دائرہ شمس مراد ہے ، واللہ اعلم ، اور یہ صحیح ہے ، یا مشتری ، یا قلب ، یا آدم کے لب ، یا موسیٰ کی زبان ، یا ابراھیم کی آگ ، یا سلیمان کی انگوٹھی ، یا سکینہ، تابوت ، یا حجر اسود مراد ہے۔ حدیث میں ہے کہ یاقوت احمر جنت کا ایک دانہ ہے ، یا عالم ملکوت میں نور کا سمندر ہے ، یا گندک سرخ ہے ، یا یاقوت کی کان مراد ہے۔

ضیائے مخمر سے کرسی کی ضیاء مراد ہے ، واللہ اعلم یا ضیائے عرش مراد ہے ، اور یہ صحیح ہے۔

صورت کائنہ سے وہ جوہر مراد ہے ، جس سے اللہ تعالیٰ نے عالم کو پیدا کیا، اور یہ صحیح ہے ، یا کون ، روح ، نفس ، عقل آدم ، قضا و قدر کی صورتوں میں سے کوئی صورت مراد ہے کہ جو عرش کے افعال سے کائنات کے آئینے میں منعکس نظر آتی ہے۔

(۲۳) شان مشہود سے حق کی مراد ہے ، خلق یا لوح علم مکتوم ، یا کتاب سفرہ، یا عالم امر، یا روح کبریٰ کہ جو حق کا فعل قدیم ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمارے اسماء و صفات سے متصف ہو ، اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے ، وہ خلق قدیم سے قابل پسندیدگی

---

۱ - سورہ ۴۰ (المومن) آیت ۱۶ ۲ - سورہ (المزمر) آیت ۸۶

ہوتا ہے، اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق سے آراستہ ہوتا ہے، اور جب ریا و مکر کی کدورت سے خالی ہو جاتا ہے تو اس کو خداوند عالم کی جانب سے صلوٰۃ مہربانی اور رحمت عطا ہوتی ہے، اور خدا کی منزل حسن میں رہتا ہے۔ اور اس سے مراد باقی رہنے والی رویت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: للذین احسنوا الحسنیٰ[۱] (جن لوگوں نے دنیا میں بھلائی کی ان کے لیے آخرت میں بھی ویسی ہی بھلائی ہے) -

(۲۴) حسین، فہم مبین، قرآن مجید، محمدالرسول اللہ، جبرئیل علیہ السلام اور خدائے تعالیٰ جل جلالہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جو شخص دنیائے فانی کا شناسا ہو، میرا شناسا نہیں ہوتا، اور جو خلق سے مانوس ہو، مجھے دوست نہیں رکھتا، اور جو مجھے دوست رکھتا ہے، وہ دنیا کے نفع و نقصان کی پروا نہیں کرتا، جب میں بندۂ مومن کو دیکھتا ہوں تو اس میں بعض ملائکہ جیسا نور پاتا ہوں۔

(۲۵) حسین کہتے ہیں کہ فہم مبین سے وہ استنباط مراد ہے، جو عقل قرآن و حدیث سے کرتی ہے، اور یہ صحیح ہے، یا الہام، یا روح کی گویائی، یا قرآن کی حکمت مراد ہے، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو دنیا کی طرف رخ کرے گا، حق کی محبت سے محروم رہے گا، حق پسند محب دنیاوی امور کو نہیں جانتا۔ انتم اعلم بامور دنیاکم (حدیث: تم اپنے امور دنیا کو زیادہ جانتے ہو) جو شخص خدا کی نظر پر چڑھتا ہے، اسے کروبیوں کا نور حاصل ہوتا ہے۔

(۲۶) حسین طور، یاقوت نور اور صاحب میزان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ملک اور ملکوت، آدم اور ان کی ذریت کی صورت میں موجود ہیں، اور خدائے تعالیٰ جل جلالہ نے از روئے قرآن (کہ جو صاحب قدر و حسنات ہے) فرشتوں کو پیدا کرکے اپنی صنعتوں اور اپنے اسماء کو اپنی تسبیحیں نازل ہونے کے وقت ظاہر کر دیا۔

(۲۷) حسین کہتے ہیں کہ طور سے طور سینا مراد ہے، یا جبل مصطبہ مراد ہے، یا جبال مکہ جو تجلی کے مقامات ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ طور سینا سے آیا اور ساعیر پر صاحب اعلان ہوا، اور جبال فاران سے تجلی فرما ہوا۔ اس حدیث پر نظر کرنے سے کوہ قاف ظاہر ہوتا ہے، جو محل قسم ہے۔

۱۔ سورہ ۱۰ (یونس) آیت ۲۷

اور یاقوت نور سے شمس مراد ہے، اور یہ صحیح ہے؛ یا تجلی موسیٰ، یا نور غیب کے خیمے، یا وہ جوہر جو ملک نہار کے ہاتھ میں ہے۔

صاحب میزان سے اسرافیل مراد ہے، واللہ اعلم، اور یہ صحیح ہے، یا قضا و قدر کا فرشتہ، یا خدا کا فعل، یا قرآن مراد ہے۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کونین آدم کی صورت میں ظاہر ہے، اس لیے کہ وہ عالم اصغر ہے۔ جس نے آدم کو دیکھا، اس نے عرش سے تحت‌الثریٰ تک دیکھ لیا: سنریہم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم[1] اپنے فعل سے عدم کو منور کیا، کائنات مع جملہ متعلقات کے صنعتوں سے ظاہر ہوئی قدامت سے فعل کو منور کیا تو آدم کو مع ان کی جملہ صفات کے وجود میں لایا، اسی لیے اس نقشبند عالم نے کہا ہے: قل اللھم مالک الملک[2] (ترجمہ: اے رسول کہہ دیجئے کہ اے خدا سارے ملک کا مالک تو ہی ہے)۔

یہی خلاصہ ہے (ما کان محمد فی کن) کے ارشاد کا۔ جو آپ نے فرمایا: خلق اللہ الآدم علی صورتہ (حدیث ترجمہ: پیدا کیا اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر) اس سے یہ مراد ہے کہ کون کی صورت میں لایا جو فعل سے پیدا ہوئی، اور وہ ظہور عالم کے وقت ملک ہے، اور شہادت کبریٰ ہے کبراء معرفت کے لیے، اور وہ شہادت ہے انسان کی قدر و منزلت کے کبھی نہ فنا ہونے والے حسنات لایزالی اور مشاہدۂ ذوالجلالی کی۔

(۲۸) حسین، خضراء نبات، الوان انوار اور حیات قدس کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ زمین مقدس سے ہر سال میں ایک دفعہ ایک دن جنت قریب ہو جاتی ہے۔

(۲۹) حسین کہتے ہیں کہ: خضراء نبات سے پتے کی تراوٹ اور لطافت سبزی مراد ہے، یا گلشن قلب کے بیج کی صفا کہ جو سعادت کی بارش سے اگتا ہے، اور وہ بارش محبت کے بادلوں سے آتی ہے۔

الوان انوار سے بہار مراد ہے، یا قدرت کے نور مراد ہیں، جو افعال کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں، اور پہلا زیادہ صحیح ہے، یا انوار فعل، یا انوار غیب، یا انوار تجلی مراد ہیں، یہ تمام موجودات سے روشن ہیں۔

---

۱ - سورۂ ۴۱ حٰم آیت ۵۳ -   ۲ - سورۂ ۳ (آل عمران) آیت ۲۵ -

حیات قدس سے ریاح لواقح مراد ہیں، اور یہ درست ہے، یا حیات فعل مراد ہے، جو تمام اجسام میں ہے، یا ارواح اشجار و انہار مراد ہیں، یا انوار روح ناطقہ یا ملکوت بہشت کا بحر قدس مراد ہے، جو ہر وقت قاصدوں، شوق رکھنے والوں اور صاحبان اقبال کی روح سے نزدیک رہتا ہے، تاکہ ان کے ذریعہ سے نیک لوگ شوق حق میں عالم فنا کی جانب سے عالم بقا کی طرف کھنچیں، چنانچہ دردمندان معرفت کے طبیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت عمار رض اور سلمان رض کی مشتاق ہے۔

ارض مقدس ہر سال نزدیک ہونے سے بیت المقدس مراد ہے، جو تمام زمین کے مقابلے میں آسمان سے زیادہ نزدیک ہے اور وہ بہشت کی زمین کا ایک ٹکڑا ہے، خدائے تعالیٰ نے فرمایا: ''بالواد المقدس طوی''[1] (ترجمہ: اس وقت تم طویٰ کے میدان پاک میں ہو) ۔ نیز فرمایا: ''بارکنا حولہ''[2] (ترجمہ: جس کے اردگرد کو ہم نے برکتیں دے رکھی ہیں) ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج یہیں سے ہوئی، اور روحوں کا صعود یہیں سے ہوتا ہے، عزرائیل علیہ السلام کا زینہ یہی ہے، عیسیٰ علیہ السلام اسی جگہ اتریں گے، اس وادی مقدس کا قرب اسی وجہ سے ہے، یا ارض عرفات مراد ہے، یا ارض حرم مراد ہے کہ جو ابراہیم علیہ السلام کے تلبیہ سے محبت رکھنے والوں کی زیارت گاہ ہے۔

(۳۰) حسین روایت کرتے ہیں اسم عزیز، روح قدیم، معنیٰ محیط اور حق جل جلالہ کے متعلق کہ اہل محبت کے لیے روح مالوف اور راضی برضا رہنے والوں کے لیے مجلس مجید، اور متوکلوں کے لیے قدرت کافی واجب ہے۔

(۳۱) حسین کہتے ہیں کہ اسم عزیز اسم اعظم ہے، اور یہ صحیح ہے، یا اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ وہ اسم حق سے مشتق ہے، یا اسم خاص ہے کہ جس کا خدا کو علم ہے۔

روح قدیم سے تجلی صفت مراد ہے، یا توحید مفرد، یا معرفت حق، یا فعل حق، یا امر حق، یا کلمۂ حق، یا قرآن، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' وکذالک

---

۱ ۔ سورۂ ۲۰ (طہ) آیت ۱۲ ۔ ۲ ۔ سورۂ ۱۷ بنی اسرائیل آیت ۱

اوحینا الیک روحاً من امرنا[۱]" (ترجمہ : اور اسی طرح اے پیغمبر ہم نے اپنے حکم سے (دین کی) جان (یعنی یہ کتاب) تمہیں وحی کے ذریعے سے بھیجی) -

محیط کے معنی قدرت حق کے ہیں ، یا اس کا فعل ، یا عقل فاعل ، یا روح علم ، یا عالم حکمت ، کہ تجلی اس میں داخل ہے (نہ کہ اشیاء کے داخل ہونے کے لیے) یا امر محیط مراد ہے : "الا لہ الخلق و الامر[۲] - اس حدیث کی تفسیر کہ روح مالوف واجب ہے ، یعنی محبت اور وہ روح حق ہے ، اس لیے کہ صفت ہے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : " و نفخت من روحی[۱] " (ترجمہ : اور اس میں اپنی روح پھونک دی) -

مجلس مجید سے سب سے بڑی رضا و تسلیم کی مجلس مراد ہے ، اور وہ اس کی ملاقات ان لوگوں سے جو رضا سے متصف ہوں ، چنانچہ بحر رضا و تسلیم کے غواص علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے بڑی رضا و تسلیم اللہ کی ملاقات ہے ، رضا و تسلیم رکھنے والا ذاکر ہوتا ہے ، اور ذاکر حق کا جلیس ہے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کا جلیس ہوں جو میرا ذکر کرے ، جو شخص کہ رضا و توکل کی صفت سے خدا کو یاد کرتا ہے تو حقیقت اشیا کو بدل دینا اور غیب پر حکم لگانا اس کے لیے مسلم ہو جاتا ہے ، اس لیے کہ وہ قدرت سے متصف ہو گیا اور قدرت قدیم اس کے موافق ہوگئی : " و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ[۳] " (ترجمہ : اور جو شخص اللہ پر بھروسا رکھے گا تو اللہ اس کو کافی ہے) -

(۳۲) حسین روایت کرتے ہیں ، خلق ، ظل ممدود ، شاهد معظم اور نور فرید کے متعلق کہ خدائے تعالیٰ نے کوئی خلق پیدا نہیں کیا جو اسے زیادہ محبوب ہو محمد ص اور آپ کی عترت صلوات اللہ علیہم اجمعین سے ، ان کا خلق کلیہ جنت ہے -

(۳۳) حسین کہتے ہیں کہ خلق سے مراد وہ خلق ہے جو ارواح و اجسام پر تقسیم ہے ، یا خلق کون مراد ہے ، یا خلق آدم مراد ہے ، یا خلق محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مراد ہے ، یا عالم امر مراد ہے ، یا خلق حق جل جلالہ مراد ہے ، اور یہ صحیح ہے

---

۱ - سورہ ۴۲ (الشوریٰ) آیت ۵۲ - ۲ - سورہ ۷ الاعراف آیت ۵۴ -

۳ - سورہ ۶۵ (الطلاق) آیت ۳ -

ظل ممدود سے صبح مراد ہے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : الم تر الی ربک کیف مد الظل[1] (ترجمہ : کیا تم نے (اے پیغمبر) اپنے پروردگار (کی اس قدرت) پر نظر نہیں کی کہ اس نے کیوں کر سائے کو پھیلا رکھا ہے) یا شب ، یا ظل طوبی ، یا ظل عرش ، یا ظل حق سبحانہ و تعالیٰ مراد ہے ، اور یہ اس کی صفت ہے ، اور یہ صحیح ہے ۔

اور شاہد معظم سے شمس مراد ہے ، اللہ تعالی نے فرمایا ہے : ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا[2] (پھر ہم نے آفتاب کو اس کا سبب (ظاہر) ٹھہرا دیا ہے) یا اس سے روح مراد ہے ، یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مراد ہیں ، یا عرش مراد ہے ، یا فعل کے لباس سے ملبوس ہونے والی دلہن مراد ہے ۔

نور فرید سے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مراد ہے ، یا روح مراد ہے ، یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روح مراد ہے ، یا سدرۃالمنتہیٰ کا نور ، یا کرسی کا نور ، یا عرش کا نور ، یا غیب کا نور ، یا قرآن مراد ہے ، اور یہ صحیح ہے ، اور پوری حدیث کی تفسیر وہ ہے جو خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی کے حق میں فرمایا : لو لاک لما خلقت الکون (ترجمہ: اگر ہم آپ کو پیدا نہ کرتے تو کائنات میں کسی چیز کو پیدا نہ کرتے) ۔

(۳۴) حسین بیان کرتے ہیں بلا و نعمت ، قضا و قدر ، رکن اور صاحب رکن یمن کے متعلق کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے بنی آدم سے میثاق باندھا آدم کی تخلیق سے سات ہزار سال پہلے ، جب کہ وہ (بنی آدم) روح تھے ، انہوں نے ملک و ملکوت کی زبان میں باتیں کیں اور حق سبحانہ و تعالیٰ کیف وحد سے منزہ ہے ، اس کو کوئی مثل زیب نہیں دیتی ، وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود کہا ہے کہ وہ ازل و ابد پر محیط ہے ، اس کے امر پر ایمان لانا بھی اس کی ذات پر ایمان لانے کی مثل ہے ، اس کے لیے ایسی حمد زیبا ہے کہ جو تمام ابدوں میں تمام انوار پر منصوب ہو ، جسم اس کی مشیت سے ہیں ، اور ارواح کی حقیقت اسی کے مجالسے سے ہے ۔

(۳۵) حسین کہتے ہیں کہ بلا و نعمت سے بہشت و دوزخ مراد ہے ، اور یہ صحیح ہے ۔ یا دنیا و آخرت ، یا نفس و روح ، یا کفر و اسلام ، یا مجاہدہ و مشاہدہ ، یا عبدیت و ربوبیت ، یا ہجر و وصل ، یا معرفت و انکار ، یا سلیمان کی نعمت اور ایوب کا امتحان ، سلام ہو ان دونوں پر ، ان بلا و نعمت کی زبان نے سبقت کی خدا کی طرف نعم العبد کہہ کر ، دونوں کو خدا نے شرف دیا ، اور یہ دونوں حق سے جدا ہوئیں ، اس لیے کہ ان دونوں کے پاس زبان غیب ہے ۔

---

۱ ۔ سورہ ۲۵ (الفرقان) آیت ۴۵ ۔ ۲ ۔ سورہ ۲۵ آیت ۴۵ ۔

قضا و قدر سے وہ دو علم سابق مراد ہیں کہ ازل میں حق تعالیٰ جن سے موصوف ہے، دونوں اسرار کی زبانیں ہیں، اور اس کے ارادے اور اس کے جاری ہونے کی خبر دیتی ہیں -

رکن سے مراد رکن یمانی ہے ، اور یہ صحیح ہے ، یا رکن بیت المقدس ، یا رکن صخرا ، یا رکن بحر قلزم، یا طرف شمس، یا جبہہ قمر ، یا رکن بیت المعمور یا روزنہ کرسی ، یا رکن عرشی ، یا مقام روح ، یا نماز پنجگانہ مراد ہے۔

صاحب رکن و یمین سے حجر اسود مراد ہے ، اور یہ صحیح ہے ، کیا تو نہیں دیکھتا کہ جب ذکر میثاق کیا تو جیسا کہ حدیث میں ہے کہ کتاب میثاق کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے حجر اسود کے درمیان رکھ دیا ، یا اسرافیل مراد ہے ، یا جبرئیل ، یا ابراہیم، یا اسمٰعیل، یا مصطفیٰ صلوات اللہ و سلامہ علیہم مراد ہیں -

یمین سے یمین کعبہ مراد ہے ، اور یہ صحیح ہے ، یا یمین عرش یا یمین حق مراد ہے ، اور یہ قدرت اور علم کی خاص صفت ہے۔

(۳۶) لیکن حدیث میثاق ارواح قبل الاجساد قول حق ہے: و اذ اخذ ربک من بنی آدم[1] (ترجمہ : اور ان لوگوں کو وہ وقت بھی یاد (دلاؤ) جب تمہارے پرور دگار نے بنی آدم سے یعنی ان کی پیٹھوں سے ان کی نسلوں کو باہر نکالا) -

" سلک و سلوک کی زبان میں انہوں نے باتیں کیں ": اس قول میں حروف سے تکلم کے حروف مراد ہیں ، اور حق تعالیٰ کے حروف، اسرار ربوبیت ہیں، جن سے اسماء و صفات کے علم مراد ہیں، جو غیب سے آدم علیہ السلام کو تعلیم کیے : و علم آدم الاسماء[2] (ترجمہ: اور آدم کو سب چیزوں کے نام بتا دئیے) اور یہ قضا و قدر کے کلمات لوح محفوظ میں لکھ لیے ہوے ، یا سطر حق مراد ہے ، جو عرش کی پیشانی پر ہے ، توحید ان (اسماء و صفات) کی صفت ہے ، اور تنزیہ، حق کی صفت ہے، اس کا قدم حدوث مفرد کے مقابلے میں ہے ، ازلوں اور ابدوں سے پہلے بجائے خود قائم تھا ، کل ابد و ازل اس کے غلبے اور قبضے کے پنجے میں ہیں ، ایمان بالغیب بھی مشاہدے پر نظر کرنے کی مثل ہے ، جس شخص نے دنیا میں کشف کے اسرار میں چشم یقین سے اس کو دیکھ لیا ، پہچان لیا ، چنانچہ شیر بیشہ عزت یعنی (حضرت علی رض اللہ عنہ) نے فرمایا : اگر پردے اٹھا دئیے جائیں تب بھی

---

۱ - سورہ ۷ (الاعراف) آیت ۱۷۱ - ۲ - سورہ ۲ (البقرہ) آیت ۲۹ -

میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا وہ ابدالاباد انوار کی زبان سے قابل حمد ہے ، اجسام کی اس نے تصویر کھینچی ، اور ارواح کو ان اجسام میں ڈال کر اپنی نعمت کا معترف بنایا ، جبروت اکبر کے حجلے میں ان کو نور کی کرسی پر بٹھایا -

(۳۷) حسین بیان کرتے ہیں مملوک بصیر ، ملک شاخص ، مالک متدبر اور حی سمیع و بصیر کے متعلق ، کہ حق جل جلالہ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ سے نزاع کرے اس چیز میں جو میں نے اسے نہیں دی ، تو میں نے جو کچھ اسے دیا ہے اسے چھین لیتا ہوں ، یہاں تک کہ وہ توبہ کرے ، وہ جب توبہ کرتا ہے تو اسے ایک نیا لباس پہنا دیتا ہوں ، جو اس سے پہلے اس نے نہیں پہنا تھا ، اور جو توبہ نہ کرے اس سے اپنی رحمت سلب کر لیتا ہوں ، اور اسے دوزخ میں ڈال دیتا ہوں ، اور کبھی اس کی طرف نہیں دیکھتا ، اور جو شخص وہ سب کچھ مجھے دے دے خالص محبت کے ساتھ جو میں نے اسے دیا ہے تو میں اسے ملک کا مالک کر دیتا ہوں کہ فنا اس تک نہیں پہنچتی -

(۳۸) حسین کہتے ہیں مملوک بصیر ، عقل ناطق یا روح مشرف ہے ، اور یہ صحیح ہے ، یا ملک قلب ، یا نفس مطمئنہ ، یا فہم صادع ، یا خیال مبصر یا ملک الہام ، یا مزارع قلب یا کشوف غیب ہے -

ملک شاخص وہ روح مقدس ہے ، جو مشاہدہ غیب کی منتظر ہے -

مالک متدبر ، یا عقل کلی ہے ، یا روح کلی ، یا قلب کلی ، یا ملک الہام ، حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر حادث ہماری نعمت کا شکر نہ کرے تو ہم اس سے نعمت اس طرح چھین لیتے ہیں کہ اسے خبر تک نہیں ہوتی ، اگر وہ مجھ سے عاجزی کرے ، اور اپنی کمزوری کو پہچانے تو ہم اپنی عطا میں اضافہ کردیتے ہیں ، اگر وہ مجھے یاد نہ کرے اسے آگ میں ڈال دیتے ہیں (خدا نے فرمایا ہے)عظمت میری ازار ہے اور کبریائی میری چادر ہے جو کوئی ان دونوں کے بارے میں مجھ سے نزاع کرے میں اسے آگ میں ڈال دوں گا اور جو میرے عطیات مجھے دیدے میں اس کو ملک ابدی عطا کروں گا : لئن شکر تم لازیدنکم[۱] (ترجمہ : اگر تم شکر کروگے تو ہم تم کو اور زیادہ نعمتیں دیں گے)

(۳۹) حسین روایت کرتے ہیں ساعت ساعات ، حسن احسان ، اور حق جل

---

۱ - سورہ ۱۴ (ابراهیم) آیت ۷ -

جلالہ سے ارادات کے متعلق کہ میرے دوستوں کی محبت میری محبت کی دلیل ہے، اور میرے اولیاء کی ارادات میری ارادات کی دلیل اور عارفوں کی مشیت میری مشیت کی دلیل ہے جو کچھ بھی ہے، وہ میرے ارادے، قدرت اور علم سے ہے۔

(۴۰) حسین کہتے ہیں ساعت ساعات سے قیامت مراد ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: و ان الساعۃ لاتیۃ[1] (ترجمہ: بیشک قیامت ضرور ضرور آنے والی ہے) لاریب فیھا[2] (جس میں کوئی شبہ نہیں) یا وہ ساعت مراد ہے کہ جس میں آدم کو پیدا کیا اور وہ دھر کے مواج سمندر کا کف ہے، اور تمام ساعتوں کا خلاصہ ہے اور یہ صحیح ہے، یا اول دھر، یا اول ساعت جب کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کبریائی کی ردا اہل عبادت کے لیے بقا کے چہرے سے اٹھاتا ہے، یا وہ ساعت ساعات لیل و نہار میں سے کہ جس میں حق تعالیٰ جلوہ گر ہوتا ہے ہر دن میں وہ ایک ساعت ہوتی ہے جس میں دعا مستجاب ہوتی ہے۔

حسن، سے آدم علیہ السلام مراد ہیں، یا حوا، یا حور یا سارہ، یا یوسف، یا یحیٰ، یا مصطفےٰ علیہ الصلوۃ والسلام یا قمر عرش، یا شمس، یا کرسی یا صورت ملک مراد ہے اور یہ صحیح ہے، یا معدن حسن اور اس سے فعل مراد ہے، حسن، صفت ہے، احسان، قدرت ہے، یا معجزہ یا معرفت، ارادات ایسی صفت ہے جو ذات قدیم کے ساتھ قائم ہے، یا حسن روح ہے، یا حسن عقل ہے، اور احسان علم ہے اور ارادت دل کی محبت ہے وہ فرماتا ہے کہ جو میری صفات کے ساتھ متصف ہو وہ بندوں کو میری طرف راستہ دکھاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وانک لتھدی الیٰ صراط مستقیم (ترجمہ: اور اس میں شک نہیں کہ تم لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتے ہو) ۔ والیہ یرجع الامر کلہ[3] (ترجمہ: اور اسی کی طرف تمام امور لوٹنے والے ہیں)

(۴۱) حسین روایت کرتے ہیں، ربع جنوب عین میم خازن، عقاد من، حبک اور جبل بروق بحرین، بحرالشعاعی، اور شان قلب کے متعلق کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہر رات کو آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے، اوتاد زمین سے باتیں کرتا ہے، پھر ابدال سے، پھر دوسرے والیوں سے، پھر مجتہدوں سے۔ سب کے نام لکھتا ہے روز جزا کے لیے ایک ایک روح کر کے، اور ایک ایک نور کر کے، پھر زمین کو خیر و برکت سے پر کرتا ہے، اور اپنی عظمت غیب کے عز و جلال میں روپوش ہوجاتا ہے۔

---

۱ - سورۂ ۱۵ (الحجر) آیۂ ۸۵ -
۲ - سورۂ ۴۵ (الجاثیہ) آیۂ ۳۱ -
۳ - سورۂ ۱۱ (ھود) آیۂ ۲۳

(۳۳) حسین کہتے ہیں کہ ربع جنوب وہ ہے کہ جو آفاق علوی سے بحر طرب میں گزرتی ہے، سات آسمانوں میں گردش کرتی ہے، اس کے بعد " بنات النعش " کے دروازوں سے باہر آتی ہے، پھر عالم کے شمال میں داخل ہوجاتی ہے، اور یہ صحیح ہے، حدیث میں ایسا ہی ہے -

عین میم خازن ، اللہ زیادہ جانتا ہے - عین ، ملک محیط ہے کہ جو مخلوقات کو فیض پہنچاتا ہے، یا ملک خازن کی بھارت کہ جو ملک میں امرحق کو داخل کرتی ہے، یا عالم جسم میں مالک کی روح ہے ، یا دل ہے ، یا حضرت مصطفےٰ صلوات اللہ علیہ کے لب و دندان ہیں ، یا نقطہ' دائرہ کون ہے، اور یہ حال سے زیادہ نزدیک ہے -

عقاد من، خدا بہتر جانتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی ریڑھ کی ہڈی کی گرہ ہے ، یا حبک، عطا کے سمندر ہیں، جو قدرت میں مخلوط ہیں، اور یہ صحیح ہے، یا برج عقرب کی دم کی گرہ ہے، یا مالک کے گیسوں کے حلقے ہیں، جو جہنم کا خازن ہے، یا اسرافیل کے پاکھر کے شانے ہیں ، یا کوہ قاف کی ہستی کے ٹیلے ہیں -

جبل بروق، خدا بہتر جانتا ہے، نور کی زمین کی ٹیلے میں عالم عرش کے وسط کے درمیان، اور یہ صحیح ہے ، یا آسمان چہارم میں جبال قدس ہیں -

(۳۴) بحرین بحرالشماعی، عین شمس کا سمندر ہے، یا بحر نور کی نہر ہے ، یا فلک اثیر، یا بحر نور ہے ، جو عرش کے نیچے ہے : وکان عرشہ علی الماء[1] (ترجمہ : اور اس کا عرش پانی پر تھا) -

شان سے مراد قدر ہے، اور یہ صحیح ہے، یا روح، یا عقل، یا دل میں صفات کی تجلی کا فعل ہے، یا ربع جنوب سے زمین دل میں شوق کی ہواؤں کا چلنا مراد ہے -

عین میم خازن، عروس مکاشفہ کی صورت ہے -
عقاد من، ہموم غیب کے جال ہیں -
جبل بروق شمس، محبت کا حلقہ ہے -
بحرین بحرالشماعی، عقل غیبی ہے کہ جس نے روایت کی قمیص پہنی ہے -
شان روح ، عالم ملک کا قلب ہے -

(۳۵) حسین حدیث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ : حق سبحانہ و تعالیٰ ہر صبح بیماران محبت کو شفا دیتا ہے ، اور کائنات کے علیلان شوق کے ہر ذرے کو اپنی روح سے آراستہ کرتا ہے ، اور تجلی کی برکتیں آسمان و زمین میں پھیلاتا ہے ، پھر حسب قدیم کبریائی کے پردے میں چلاجاتا ہے -

---

۱ - سورہ ۱۱ (ہود) آیہ ۹

(باقی آیندہ)